قرآن کریم نے موجودہ بائبل کی تصدیق نہیں کی

پادری کے ایل ناصر کی فریب کاریوں کے جواب میں

حافظ محمد عمار خان ناصر

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو سراسر سچائی اور حقانیت پر مبنی ہے اور دنیا کے کسی بھی مذہب اور گروہ کے حقیقت پسند افراد کے لیے قرآن کریم کے بیان کردہ حقائق سے انکار ممکن نہیں ہے۔ قرآن کریم سے قبل بھی مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتابیں نازل ہوئی ہیں جن میں بڑی اور مشہور تین ہیں۔ تورات، زبور اور انجیل۔ یہ کتابیں بھی قرآن کریم کی طرح سچی تھیں لیکن آج اپنی اصل صورت میں نہیں پائی جاتیں کیونکہ ان کے ماننے والوں نے ان میں لفظی و معنوی تحریف کر کے ان کی شکل و صورت کو بگاڑ دیا اور آج ان کے نام پر جعلی اور فرضی کتابیں عیسائیوں کے پاس "بائبل" کے نام سے موجود ہیں۔

ان کتابوں کے ضمن میں ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے پیغمبروں پر نازل ہوئی تھیں اور ان میں بیان کردہ امور حقیقت اور سچائی سے عبارت تھے لیکن آج ان میں تحریف ہو چکی ہے اور وہ بعینہٖ محفوظ نہیں رہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی ان کتابوں کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں اور قابلِ عمل نہیں رہے۔ قرآن کریم نے اسی معنی میں ان کتابوں کی تصدیق کی ہے لیکن بعض مسیحی علماء قرآن پاک کی طرف سے کتب سابقہ کی تصدیق کو غلط معنی پہنا کر موجودہ بائبل کو صحیح اور قرآن کریم کی تصدیق شدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہیں۔ چنانچہ مسیحی پادری صاحبان کے اسی گینگ کے معروف سرغنہ ڈاکٹر کے۔ ایل۔ ناصر نے اپنی کتاب "تصدیق الکتاب" میں جہاں مرزا ناصر احمد کے چیلنج کا جواب دیا ہے وہاں اسی سلسلہ پر بھی سعی لاحاصل کی ہے اور قرآن کریم کی آیات کی خود ساختہ تعبیر و تشریح کی ہے جبکہ اس غیر دیانت دارانہ روش کو خود مسیحی علماء نے بھی ناپسند کیا ہے۔ چنانچہ پادری ناصر صاحب کے ایک ہم نوا وکلف اے۔ سنگھ صاحب رقم طراز ہیں:

"تبلیغ دین یہ نہیں ہے کہ دوسروں کے مسلمات و عقاید یا کتب مقدسہ کی بلا تحقیق من مانی تفسیر کی جائے بلکہ یہ کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔ بے شک اپنے مذہب کی صداقت و تائید کے لیے دیگر کتب سماوی کے حوالے دینا جائز تو ہے لیکن درست تفسیر اور درست نیت کے ساتھ یہی مذہب کا مقصد ہے اور یہی تبلیغ دین۔" (رسالہ "فارقلیط" صـ)

اس عبارت میں وکلف صاحب نے وہ جامع اصول بیان کیا ہے جس پر پادری صاحبان عمل پیرا نہیں ہو سکتے اور یہی رویہ کے۔ ایل۔ ناصر نے اپنی مذکورہ کتاب میں اپنایا ہے جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا۔ ہم ان کے پیش کردہ دلائل میں سے بعض ضروری دلیلوں کا جائزہ لینے سے قبل مندرجہ ذیل

امر کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں۔

امر اول

عیسائیوں میں دو فرقے مشہور ہیں

(۱) کیتھولک (۲) پروٹسٹنٹ

اسی طرح یہودیوں میں ایک فرقہ اپنے مخصوص اعمال و عقاید کی وجہ سے معروف ہے یعنی فرقہ "سامریہ"۔ پروٹسٹنٹ فرقہ اور عام یہودیوں کی بائبل ایک ہے اگرچہ تفسیر میں اختلاف ہے اور کیتھولک بائبل میں سات کتابیں زائد ہیں جبکہ فرقہ سامریہ کی بائبل میں صرف سات کتابیں ہیں۔ یاد رہے کہ یہودی بائبل کے عہدنامہ جدید کو الہامی نہیں مانتے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ اس وضاحت سے معلوم ہو جاتا ہے کہ بائبل اس وقت تین مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ اب یہ پادری صاحب ہی جانتے ہوں گے کہ نبی کریم کے زمانے میں کونسی بائبل موجود تھی قرآن نے کس کی تصدیق کی؟ واضح رہے کہ پادری صاحب کیتھولک بائبل میں موجود سات زائد کتابوں کے الہام کے قائل نہیں ہیں اور فرقہ سامریہ باقی یہودی بائبل کی تحریف مانتا ہے۔

(بحوالہ الملل والنحل لابن حزم الظاہریؒ)

امر دوم

اہل کتاب اور اہل اسلام کے درمیان اصول تنزیل میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قرآن پاک کے مطابق تورات آسمان سے تختیوں پر لکھی لکھائی حضرت موسیٰؑ کو کوہ طور پر ملی۔ انجیل کے بارے میں گو قرآن میں اس قسم کی تصریح نہیں ہے کہ وہ کس صورت میں ان کو ملی البتہ انجیل کے کیساں گی نازل ہونا قرآن سے معلوم ہوتا ہے جبکہ عیسائیوں کے نزدیک یہ اصول معتبر نہیں ہے۔ اسی بات کی وضاحت میں پادری برکت اے خان رقم طراز ہیں:

"مسیحیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ آسمان پر سے لکھی ہوئی توریت کی کتاب، زبور کی کتاب، صحائف الانبیاء اور انجیل مقدس نازل ہوئی تھیں۔"

(اصول تنزیل الکتاب صفحہ ۹)

اور پادری طالب شاہ آبادی "سرچشمۂ قرآن" میں لکھتے ہیں کہ

"ہم مسیحی کلام الٰہی کے کسی خاص زبان میں بصورت کتاب آسمان سے نازل ہونے کے قائل نہیں ہیں۔" (بحوالہ سہ ماہی "ہما" لکھنؤ اکتوبر دسمبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۳)

اور وکلف اے سنگھ صاحب فرماتے ہیں کہ

"دراصل حضور مسیحؑ پر کوئی انجیل ہی نازل نہیں ہوئی جیسا کہ اہل اسلام میں مشہور ہے۔"

(رسالہ "غلط فہمیاں" صفحہ ۳۰)

مسیحی علماء کے ان اقوال سے واضح ہو چکا ہے کہ عیسائی تورات کے بارہ میں قرآن کے اصول تنزیل کو تسلیم نہیں کرتے۔ اب پادری ناصر بتلائیں کہ کیا انہوں نے یہ مان لیا ہے کہ ان کے پاس جو تورات ہے وہ وہی ہے جس کی تصدیق قرآن نے کی ہے؟

امر سوم

قرآن پاک اور موجودہ بائبل کے درمیان واقعات، عقائد اور بہت سے امور میں اختلاف ہے مثلاً

(۱) قرآن کریم کی رو سے آدم علیہ السلام کو ان کی زلت (لغزش) پر ان کی حیات میں ہی معافی مل گئی تھی جبکہ بائبل کہتی ہے کہ یہ گناہ اس وقت دُھلا جب عیسیٰ المسیحؑ نے سولی پر جان دے دی۔

(۲) قرآن مجید کے نزدیک حضرت موسیٰؑ سے قتل کا فعل عمداً صادر نہیں ہوا تھا جبکہ بائبل کہتی ہے کہ انہوں نے پہلے اِدھر اُدھر دیکھ لیا کہ کوئی اور تو نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کو قتل کر کے ریت میں چھپا دیا۔

(۳) قرآن پاک میں نص صریح ہے کہ حضرت عیسیٰ مصلوب

یا متعلق نہیں ہونے جبکہ چاروں اناجیل کے آخر میں واقعہ تصلیب' مذکور ہے۔ اس لحاظ سے قرآن پاک کو بائبل کا مصدق نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ پادری صاحب ابھی تک اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں۔ فوا اسفا علی پادری صاحب!

امر چہارم

قرآن حکیم کی تعلیم سراسر اخلاقی ہے اور بے حیائی اور گندگی سے بالکلیہ محفوظ ہے۔ نہ تو اس میں انبیاء علیہم السلام کے کردار پر کوئی کیچڑ اچھالا گیا ہے اور نہ خدا تعالیٰ کے بارے میں ناقابلِ قبول اور رذیل تصور دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس بائبل اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہاں ہم نمونے کے طور پر چند واقعات کے حوالجات تحریر کرتے ہیں:

★ حضرت نوحؑ کا شراب پی کر ڈیرے میں برہنہ ہونا (پیدائش ۹ : ۲۰، ۲۱)

★ حضرت لوطؑ کا اپنی دو بیٹیوں سے زنا کرنا۔ (پیدائش ۱۹ : ۳۱ تا ۳۸)

★ حضرت داؤدؑ کا اپنی پڑوسن سے زنا کرنا (۲۔ سموئیل ۱۱ : ۲ تا ۲۷)

★ حضرت سلیمانؑ کی بُت پرستی (۱۔ سلاطین ۱۱ : ۱ تا ۶)

★ حضرت ہوسیعؑ کا خدا کے حکم سے ایک کنجری سے جماع کرنا۔ (ہوسیع ۱ : ۲ و ۳)

★ حضرت سمسونؑ کا اجنبی شہر میں ایک کسبی کے ساتھ شب باشی کرنا (قضاۃ ۱۶ : ۱ و ۲)

★ حضرت یعقوبؑ کے لڑکے یہوداہ کا اپنی بہو سے زنا کرنا (پیدائش ۳۸ : ۱۵ تا ۱۸)

★ خدا کا ملول ہونا (پیدائش ۶ : ۶)

★ خدا کا کشتی میں ہار جانا (پیدائش ۳۲، ۲۳ تا ۳۲)

★ خدا کا میدانِ جنگ میں شکست کھانا۔ (قضاۃ ۱ : ۱۹)

★ خدا کا کرایہ پر اُسترا لے کر داڑھی مونڈنا (یسعیاہ ۷ : ۲۰)

★ خدا کا لڑکی کو پالنا اور اس پر عاشق ہونا (حزقی ایل ۱۶ : ۱ تا ۱۴)

★ خدا کی دو بدکار عورتوں سے یاری (حزقی ایل ۲۳ : ۱ تا ۲۱)

★ خدا کی کمزوری و بیوقوفی (۱ کرنتھیوں ۱ : ۲۵)

یہ تمام حوالہ جات بائبل کے تقدس کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیتے ہیں۔ تو گویا پادری ناصر نے یہ دعوٰے کر کے کہ قرآن کریم بائبل کا مصدق ہے قرآن پاک پر صریح بہتان لگایا ہے۔

امر پنجم

قرآن پاک کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ لفظاً لفظاً صحیح اور اصلی حالت میں بغیر کسی تغیر و تبدل کے ہم تک پہنچا ہے اور اس کی کوئی سورت یا آیت یا کوئی لفظ یا حرف ضائع نہیں ہوا۔ اس کے برعکس بائبل میں مختلف مقامات پر چند ایسی کتابوں کا ذکر ملتا ہے جو گم شدہ ہیں اور آج نہیں پائی جاتیں۔ یہاں ان کتابوں کی فہرست دی جاتی ہے۔

(۱) کتاب عہد نامہ موسیٰؑ (خروج ۲۴ : ۷)

(۲) کتاب جنگ نامہ موسیٰؑ (گنتی ۲۱ : ۱۴)

(۳) کتاب الیسیر (۲۔ سموئیل ۱ : ۱۸، یشوع ۱۰ : ۱۳)

(۴) کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی (۲ تواریخ ۲۰ : ۳۴)

(۵) کتاب شمعیاہ نبی (۲۔ تواریخ ۱۲ : ۱۵)

(۶) کتاب اخیاہ نبی (۲۔ تواریخ ۹ : ۲۹)

(۷) کتاب ناتن نبی (۲۔ تواریخ ۹ : ۲۹)

(۸) کتاب مشاہدات عیدو غیب بینی (۲ تواریخ ۹ : ۲۹)

(۹) کتاب اعمال سلیمانؑ (۱۔سلاطین ۱۱ : ۴۱)

(۱۰) کتاب مشاہدات یسعیاہ (۲۔تواریخ ۳۲ : ۳۲)

(۱۱) کتاب اشعیا ابن عاموس (۲۔تواریخ ۲۶ : ۲۲)

(۱۲) سموئیل نبی کی تاریخ (۱۔تواریخ ۲۹ : ۲۹، ۳۰)

(۱۳) سلیمانؑ کی زبور (۱۔سلاطین ۴ : ۳۲، ۳۳)

(۱۴) کتاب خواص نباتات وحیوانات سلیمانؑ کی
(۱۔سلاطین ۴ : ۳۲)

(۱۵) کتاب اقبال سلیمان (۱۔سلاطین ۴ : ۳۲)

(۱۶) جادو غیب بین کی تاریخ (۱۔تواریخ ۲۹ : ۲۹)

(۱۷) مرثیہ برسیاہ (۲۔تواریخ ۳۵ : ۲۵)

(ماخوذ از "نوید جاوید" ص ۱۳۷-۱۳۸)

ہم پادری صاحب سے یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ یہ کتابیں کہاں گئیں اور کیوں گم ہوئیں اور نبی کریمؐ کے زمانے میں یہ بھی مروج تھیں یا نہیں اور کیا قرآن پاک نے ان کی تصدیق بھی کی ہے یا نہیں؟ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ

(۱) یقرءون الکتب من قبلک ۔ (یونس ۹۴)

ترجمہ: پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے والی۔ یہاں الکتب سے مراد (پوری) بائبل ہے اور اس سے موجودہ بائبل کی آنحضرتؐ کے زمانے میں موجودگی کا پتہ چلتا ہے کیونکہ قرأت موجود و حاضر کتاب کی ہوتی ہے۔ (ملخصاً)

اس آیت میں "الکتاب" سے مُراد پادری صاحب نے جو بائبل یعنی توریت صحائف زبور اناجیل اور خطوط وغیرہ لیا ہے وہ غلط ہے۔ آیت کے سیاق وسباق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہاں الکتب سے مراد صرف "توریت" ہے نہ کہ ساری بائبل۔

(۲) کے۔ایل۔ناصر صاحب نے قرآن کریم کی آیت "من اھل الکتاب امۃ قائمۃ یتلون آیات اللہ" کو نقل کرکے آیات اللہ" سے مراد بائبل لیا ہے اور کہا ہے کہ امۃ قائمۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مراقبہ میں قائل نوشتہ تھے" جبکہ اس آیت میں آیات اللہ سے مُراد قرآن پاک ہے اور امۃ قائمۃ ایمان لانے والے اہل کتاب کو کہا گیا ہے اور پادری صاحب نے حسب عادت تحریف معنوی کرتے ہوئے اس آیت کی غلط تفسیر کی ہے۔

(۳) سورہ نساء کی آیت امنوا باللہ ورسولہ والکتب نزل علی رسولہ والکتب الذی انزل من قبل کو نقل کرکے کہتے ہیں کہ بائبل پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بائبل کتنی ضروری ہے۔ لیکن پادری صاحب نے غور نہ کیا کہ یہاں الکتب سے مراد اگرچہ تمام انبیاء کی کتابیں ہیں لیکن نزول کا لفظ بھی ساتھ مذکور ہے جس سے اہل اسلام کا وہ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے جس کا پادری برکت صاحب نے سختی سے انکار کیا ہے یعنی توریت کا لکھی لکھائی خاص زبان میں نزول۔

(۴) سورہ مائدہ کی آیت ۶۹ یوں ہے یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ
اس آیت کی وجہ سے پادری صاحب کا یہ استدلال باطل ہو جاتا ہے کہ الکتب سے مُراد قرآن پاک میں بائبل ہے کیونکہ یہاں اہل کتاب کے مقابلے میں توراۃ اور انجیل کا لفظ لایا گیا ہے یعنی کتاب سے مراد توریت و انجیل ہے نہ کہ موجودہ بائبل اور انجیل بھی وہ جو ایک تھی نہ کہ چار مختلف انجیلیں۔

یہ وہ آیات تھیں جن سے پادری صاحب نے بائبل کا حضورؐ کے زمانہ میں موجود و مروج ہونا ثابت کیا اور آپ نے دیکھا کہ انہوں نے بعض آیات کی تفسیر میں فاش غلطیاں کیں۔ ان کے علاوہ بھی انہوں نے متعدد آیات نقل کی ہیں۔ قرآنی آیات کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے چند احادیث نقل کی ہیں جن سے انہوں نے بائبل کا آنحضرتؐ کے زمانے میں موجود ہونا ثابت کیا ہے۔ آیئے ذرا ان

پر بھی نظر ڈالی جائے۔

پادری صاحب موصوف نے مشکوٰۃ شریف کے حوالہ سے صحیح بخاری کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی میں پڑھتے اور عربی میں اس کی تفسیر کرتے تھے۔

ہمارے نزدیک اس آیت سے موجودہ بائبل کا اس زمانے میں وجود کا استدلال کرنا جہالت ہے اور پادری صاحب خود بھی اس کتاب کے صفحہ ۴۲ پر یہ تفسیر فرما چکے ہیں کہ تورات سے مراد پانچ صحیفے ہیں یعنی پیدائش، خروج، احبار، گنتی اور استثنا، اور مسیحیوں کے نزدیک ان پانچ صحائف کو بائبل نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح مشکوٰۃ ہی میں یہ روایت ہے کہ حضورؐ نے یہود و نصاریٰ کے تورات و انجیل کے پڑھنے کی طرف اشارہ کیا اور دوسری حدیث یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے سامنے تورات پڑھی تو حضورؐ ناراض ہوئے جبکہ پادری صاحب ان احادیث سے جن میں توراۃ کا لفظ ہے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ عبرانی بائبل اور عربی بائبل ہی موجود تھی اور اسی طرح تورات سے مراد بائبل لیتے ہوئے انہوں نے چند آیات نقل کی ہیں جن میں خدا کی جانب حضرت موسیٰؑ کو کتاب دینے اور ان پر نازل کرنے کا ذکر ہے۔ اسی طرح وہ آیات بھی ذکر کی ہیں جن میں زبور اور انجیل کے بارے میں اتارنے اور انبیاء کو دینے کا تذکرہ ہے۔ الغرض پادری صاحب کی یہ کتاب غلطیوں اور خرافات کا مجموعہ ہے۔ کتاب کے صفحہ ۵۸ تک تو قرآنی آیات کے بیان اور ان کی من مانی تفسیر کا سلسلہ جاری ہے جبکہ اس سے آگے انہوں نے چند روایات و اقوال کو نقل کر کے اپنے زعم میں چونکا دینے کی کوشش کی ہے۔ امام رازیؒ کی تفسیر کبیر اور امام سیوطیؒ کی تفسیر در منثور سے انہوں نے چند روایات کو نقل کیا ہے جن میں صراحت ہے کہ تورات و انجیل کے حروف و الفاظ بدلے نہیں گئے، یہ بھی پادری صاحب کی مغالطہ آرائی ہے کیونکہ مفسرین کسی آیت کی تفسیر میں جو کچھ نقل کرتے ہیں وہ سب ان کے نزدیک صحیح نہیں ہوتا۔ مفسرین کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کسی آیت کے ضمن میں جتنے اقوال ان کے علم میں ہوتے ہیں وہ سب نقل کر دیتے ہیں جو بعض اوقات متضاد بھی ہوتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی مفسر نے جو بات کسی آیت کی تفسیر میں نقل کی ہے وہ اس کے نزدیک صحیح بھی ہے۔ چنانچہ جناب محمد اسلم اس کی وضاحت میں یوں لکھتے ہیں

"قرآن کریم کے قدیم مفسرین کسی مسئلہ پر لکھتے وقت موافق و مخالف دونوں اقسام کے اقوال بلا کم و کاست بیان کر دیتے تھے۔ وہ جس نظریہ کو درست سمجھتے اس کے دلائل زیادہ پھیلا کر لکھتے بصورت دیگر اپنی رائے کا برملا اظہار آخر میں کرتے۔ تفاسیر میں غلط، صحیح، رطب، یابس، ہر قسم کے اقوال و آراء اور روایات مرقوم ہوتی ہیں۔ مفسر درج ضرور کرتا ہے لیکن ان سب کو صحیح نہیں سمجھتا۔"

(طب و صحت صفحہ ۱۳)

ہاں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کا ایک قول پادری صاحب نے نقل کیا ہے۔ وہ یہ ہے:

"اما تحریف لفظی در ترجمہ توریت و امثال آں بکار می بردند نہ در اصل توریت پیش ایں فقیر ایں چنیں محقق شدہ و ہو قول ابن عباس۔"

(الفوز الکبیر صفحہ ۔۔)

ترجمہ: تحریف لفظی تو تورات اور اس جیسی دوسری کتابوں کے ترجمہ میں کرتے تھے نہ کہ اصل تورات میں میرے نزدیک یہی محقق بات

ہے اور یہ ابن عباس رضؓ کا قول ہے۔"

پادری صاحب نے ترجمہ سے مُراد تفسیر لیا ہے اور شاہ صاحبؒ کے قول سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ صرف تحریف معنوی کے قائل ہیں حالانکہ شاہ صاحبؒ کا یہ مسلک نہیں ہے کیونکہ وہ خود دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"ضلالت ایشاں تحریف احکام توریت بود
خواہ تحریف لفظی باشد خواہ تحریف معنوی و
کتمان آیات وافترا بالحاق آنچہ ازاں
نیست۔"

ترجمہ: یہود کی گمراہی کا بیان یہ ہے کہ توریت کے احکام کی تحریف کرتے تھے خواہ تحریف لفظی ہو خواہ معنوی (یعنی دونوں طریقوں سے) اور آیات (یعنی احکام) چھپاتے تھے اور وہ چیز اس میں الحاق کرتے تھے جو اس میں سے نہیں ہے۔"

اور آگے جاکر فرماتے ہیں کہ:

"جواب اشکال اول بر تقدیر تسلیم آنکہ کلام
حضرت عیسیٰ باشد نہ محرف آنست کہ لفظ
ابن در زمان قدیم بمعنی محبوب و مقرب و مختار
بودہ است۔" (ص۱)

ترجمہ: پہلے اشکال کا جواب اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ بیٹے کا لفظ حضرت عیسیٰ ہی کا ہے اور محرف نہیں ہے، یہ ہے کہ بیٹے کا لفظ پرانے زمانہ میں محبوب، مقرب اور پسندیدہ کے معنی میں ہوتا تھا۔"

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پادری صاحب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی طرف جس بات کو منسوب کررہے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ باقی رہی وہ عبارت جس میں ابن عباس رضؓ کا حوالہ ہے تو پادری صاحب کو یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ تورات جن الواح پر لکھی ہوئی اُتری تھی ان میں تو تحریف ناممکن تھی یعنی ان میں الفاظ کی زیادتی اور کمی وغیرہ ممکن نہیں تھی۔ لہٰذا جب وہ اس کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرتے تھے تو تحریف لفظی کردیا کرتے تھے اور یہی شاہ صاحبؒ کا مطلب ہے۔ پادری صاحب بتائیں کہ آپ کیتھولک کلیسا سے کیوں الگ ہوئے کیونکہ ان کے پوپ اور پادری خود ہی سب کچھ کرتے تھے اور عوام کو کتاب مقدس پڑھنے سے روکتے تھے۔ آپ جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے پاس اصل عبرانی بائبل ہے تو ہمیں عبرانی زبان کو صحیح طور سے سمجھنے والوں کی تعداد گنوا دیں! اور ابن عباس رضؓ کی طرف بھی وہ قول منسوب نہیں کیا جاسکتا جو پادری صاحب شاہ ولی اللہؒ کے قول سے اخذ کیے بیٹھے ہیں کیونکہ بخاری شریف میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ روایت موجود ہے:

ان عبد اللہ بن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اهل الکتاب عن شیٔ وکتابکم
الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار
باللہ محضاً لم یشب وقد حدثکم اللہ
ان اهل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ
وغیروا فکتبوا بایدیهم الکتب قالوا هو
من عند اللہ لیشتروا به ثمناً قلیلاً
اولا ینهاکم ما جاءکم من العلم عن
مسألتهم ولا واللہ ما رأینا احداً منهم
یسألکم عن الذی انزل علیکم (بخاری ص۱۱۲۲ ج۲)

تو اس حدیث میں صراحت ہے کہ ابن عباس رضؓ نے لوگوں کو منع کیا کہ وہ اہل کتاب سے کوئی سوال نہ کریں کیونکہ قرآن کے مطابق انہوں نے تحریف و تبدیلی کی۔ (باقی ص۲۶ پر)